جناب عبدالرشید عراقی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

علامہ احسان الٰہی ظہیر رح

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کا نام اُس وقت دیکھنے میں آیا۔ جب آپ الاعتصام کے مدیر اعلیٰ تھے۔ اور اُس وقت جب اُن کے علمی، تحقیقی ادارے الاعتصام میں پڑھے تو ان کو دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جُون کا مہینہ تھا کہ ہماری مسجد اہل حدیث گکے زئیاں سوہدرہ میں اعلان ہوا، کہ آج بعد نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک جلسہ عام ہوگا جس میں مولانا حافظ احسان الٰہی ظہیر خطاب فرمائیں گے۔ مغرب کے وقت جب مسجد میں جانا ہوا تو ایک نوجوان کو سفید پاجامہ اور قمیص میں دیکھا۔ ہاتھ میں ایک کتاب تھی! معلوم ہوا کہ یہ مولانا حافظ احسان الٰہی صاحب ظہیر ہیں۔ معلوم ہُوا کہ محترم حکیم عنایت اللہ صاحب نسیم صاحب کی دعوت پر تشریف لائے ہیں عشاء کی نماز کے بعد آپ نے ایک گھنٹہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر خطاب فرمایا، اور خطاب کے بعد آپ واپس لاہور تشریف لے گئے۔ اس وقت صرف علامہ صاحب کو دیکھا۔ تعارف نہیں ہوا۔ بعد میں جب کبھی لاہور جانے کا اتفاق ہوا، ایک دو بار انارکلی بازار میں دیکھا مگر تعارف کی نوبت نہ آئی۔

ایک دن مولوی نذیر احمد صاحب سبحانی کی دوکان واقع اردو بازار لاہور جانے کا اتفاق ہُوا۔ تو وہاں علامہ شہید تشریف فرما تھے۔ سبحانی صاحب نے تعارف کرایا۔ تو فرمایا جانتا ہوں۔ بہت اچھے مضامین لکھتے ہیں۔ خاص کر تذکرہ علمائے اہل حدیث کا جو سلسلہ انھوں نے شروع کیا ہوا ہے، اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جب ترجمان الحدیث جاری کیا تو میرے نام اعزازی جاری کیا جو ان کی شہادت (آخری پرچہ) تک جاری رہا۔ علامہ شہید نے کئی ایک خط ترجمان الحدیث میں مضامین کے لیے میرے نام آئے۔ اور میں وقتاً فوقتاً ترجمان الحدیث کے لیے مضامین بھیجتا رہا۔ افسوس ہے

کہ وہ خطوط میرے پاس محفوظ نہیں رہ سکے۔ ایک دفعہ میں نے مولانا حمید الدین فراہی مرحوم و مغفور پر ایک مضمون ترجمان الحدیث کے لیے بھیجا۔ مگر وہ مضمون ترجمان الحدیث میں شائع نہ ہو سکا۔ اتفاق سے جماعت اہل حدیث سوہدرہ نے ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا جس میں مولانا عطاء الرحمٰن صاحب بن مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولوی نذیر احمد سبحانی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے خطاب فرمانا تھا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولوی نذیر سبحانی نماز مغرب کے وقت سوہدرہ تشریف لائے۔ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب پہلے تشریف لا چکے تھے ____

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے محترم حکیم عنایت اللہ نسیم صاحب کی بیٹھک میں قیام کیا اور مجھے یاد کیا۔ میں حاضر ہوا تو بڑے تپاک اور خلوص سے ملے۔ میں نے مولانا حمید الدین فراہی پر مضمون ترجمان الحدیث میں نہ چھپنے کی شکایت کی۔ تو فرمایا!

"عراقی صاحب۔ میں نے مضمون اپنے ساتھ لانا تھا لیکن یاد نہیں رہا۔ میں یہ مضمون ترجمان الحدیث میں شائع نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ مولانا فراہی مرحوم کا حدیث کے بارے میں جو نظریہ ہے۔ وہ سلف صالحین کے مسلک سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اور حدیث کے بارے میں میں کسی قسم کی مداہنت کا قائل نہیں ہوں۔ اس لیے جس شخص کے افکار و نظریات کی سلف صالحین کے افکار و نظریات سے مطابقت نہ ہو۔ ان کے لیے ترجمان الحدیث کے صفحات میں جگہ نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ کو مضمون لاہور جا کر واپس بھیج دوں گا۔ آپ یہ مضمون مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب فیصل آباد کو بھجوا دیں۔ وہ المنبر میں شائع کر دیں گے[1]

(۲)

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید سے جب بھی ملاقات ہوتی اور گفتگو کا موقع ملتا تو معلوم ہوتا کہ آپ کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق ہے۔ کوئی بھی ایسی بات جس میں حدیث کے بارے میں کسی قسم کی تخفیف کی راہ نکلتی ہو، اُس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور اس سے ان کی طبیعت مکدر ہو جاتی تھی۔ محدثین کرام کی علمی خدمات پر اُن کو خراج تحسین پیش کرتے تھے۔ ماموں کانجن

---

[1] چنانچہ علامہ شہید نے مضمون مجھے واپس بھجوا دیا۔ اور میں نے مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب کو بھجوا دیا۔ اور مضمون ہفت روزہ المنبر فیصل آباد میں شائع ہو گیا (عراقی)

کانفرنس میں آپ نے ایک تقریر محدثین کرام کی علمی خدمات پر کی ۔ جو راقم نے سُنی ۔ آپ نے جس دلنشیں انداز میں محدثین کرام کی خدمات پر تبصرہ فرمایا اس سے آپ کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا تھا ۔

علامہ شہید مصلحین امت میں امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام ابن القیمؒ، امام محمد بن عبد الوہابؒ، سید احمد شہید رائے بریلوی، اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے ۔ اور فرمایا کرتے تھے ۔ کہ ان حضرات نے اسلام کی تعلیمات کو صحیح رنگ میں پیش کیا ہے ۔ اس لیے ان کی تصنیفات کا مطالعہ بہت ضروری ہے ۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر عربی ادب پر ماہرانہ اور ناقدانہ نظر رکھتے تھے ۔ نئی مطبوعات اُن کی نظر سے گزرتی رہتی تھیں ۔ جب اسلامی ممالک کے سفر سے واپس آتے ۔ تو کتابوں کی کافی تعداد اپنے ساتھ لاتے ۔ علامہ شہید جدید ادبی رجحانات سے کما حقہ واقف تھے ۔ علامہ سید رشید رضا مرحوم اور امیر شکیب ارسلان مرحوم کے طرز تحریر کو بہت پسند کرتے تھے ۔ عباس محمود، طٰہٰ حسین، اور ڈاکٹر احمد الدین جو عربی ادب کے ماہر ادیب میں ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے ۔ اور فرمایا کرتے تھے : کہ "ان کی تحریروں میں بے راہ روی پائی جاتی ہے ۔ اور ان کی تحریریں آزاد خیالی کی دعوت دیتی ہیں ۔ ماسوائے اس کے ان کی تحریروں اور کتابوں میں زبان کا چٹخارہ پایا جاتا ہے ۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

(۳)

علامہ احسان الٰہی ظہیر قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے ۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا ۔ ذہن و ذکاوت کے ساتھ قوت حافظہ بھی بہت قوی تھا ۔ ٹھوس اور تحقیقی معاملہ ان کا سرمایہ حیات تھا ۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی ۔ تاریخ پر ان کی نظر بہت وسیع تھی ۔ اور اس کی گواہی ان کی تصانیف سے ملتی ہے ۔ آپ نے عربی زبان میں اسلامی فرقوں پر لکھی ہیں ۔ آپ کی تصانیف ہیں ۔ القادیانیہ ______ ______ ، الشیعہ والسنہ، الشیعہ اہل بیت، الشیعہ والقرآن، البابیہ، ______ اسمٰعیلیہ ۔ ان ______ آپ نے ان فرقوں کی تاریخ، ان کے عقائد و نظریات پر بحث کی ہے ۔

علامہ شہید کی لغت و قواعد پر گہری نظر تھی ۔ اس کی باریکیوں کے مبصر تھے ۔ الفاظ کی تحقیق میں ید طولیٰ رکھتے تھے ۔ عربی ادب کے بلند انشا پرداز تھے ، تحریر میں برجستگی اور سلاست ہوتی تھی ۔ استعارات اور نادر تشبیہیں ان کی تحریر کی خصوصیت تھی ۔ محاورات اور امثال کا بھی استعمال کرتے تھے ۔

اور یہ سب خصوصیات آپ کی تصنیفات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

(۴)

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید جہاں ایک متبحر عالم تھے۔ وہاں آپ ایک بہت بڑے سیاست دان بھی تھے، آپ ملکی سیاسیات سے نہ صرف باخبر تھے بلکہ اس میں اپنی ناقدانہ رائے بھی رکھتے تھے سیاسی اور غیر سیاسی تحریکات کے پس منظر سے بخوبی واقف تھے۔ دینی غیرت وحمیت میں علامہ شہید ایک زندہ مثال تھے۔ حق کے معاملہ میں کسی قسم کی معمولی مداہنت کو بھی وہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حق گوئی اور بیباکی ان کی امتیازی صفت تھی۔ دوہری بات کرنے کے عادی نہ تھے۔ ہمیشہ کھری اور دو ٹوک بات کہتے۔ جس بات کو حق سمجھتے اس کو پوری قوت اور زور کے ساتھ پیش کرتے۔ اور اسی شدت کے ساتھ اس پر قائم رہتے۔ اور جس بات کو غلط سمجھتے برملا اس کو غلط کہتے۔ اور اس معاملہ میں کسی عزیز اور دوست کی رعایت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو مداہنت فی الدین سے پاک بنایا تھا۔ یہ سب ان کی سیرت و کردار کی خصوصیت تھی۔ بڑے مردم شناس تھے، پہلی نظر میں افراد کو بھانپ لیتے تھے۔ کریمانہ اخلاق اور عمدہ صفات کے حامل تھے۔ ان کے اتنے کھرے اور صاف گو ہونے کے باوجود احباب اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ اور یہ سب ان کے وسعت اخلاق کی دلیل تھی۔ آج ان کے غم میں کروڑوں دل زخمی اور بہت سی آنکھیں پرنم ہیں۔

(۵)

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کو اپنے شفیق اُستاد حضرت مولانا حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی مرحوم، شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل السلفی مرحوم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔ جب کبھی ان بزرگ علمائے کرام کا ذکر چھڑ جاتا تو والہانہ انداز میں ان کی خوبیاں بیان کرتے۔

حضرت مولانا حافظ محمد صاحب محدث گوندلوی مرحوم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ "ان جیسا ٹھوس عالم اس وقت مغرب و مشرق میں کوئی نہیں۔ مجھے ان سے بڑی عقیدت ہے۔ میرے نزدیک اس دنیا میں سب سے بڑی نعمت یہی ہے کہ وہ میرے شفیق اُستاد ہیں"[1]

[1] حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی کی وفات پر جنازہ کے وقت علامہ مرحوم نے جس انداز میں حضرت حافظ صاحب مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ علامہ شہید کے دل میں حضرت مرحوم کے کتنی قدر اور عظمت ہے، اور ان سے کس درجہ عقیدت ہے۔ (عراقی)